السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میرا سوال کچھ اس طرح کا ہے کہ ایک آدمی نے شادی کی اور اس نے نکاح کے وقت حق مہر میں ایک لاکھ روپیہ لکھوایا۔ لیکن شادی کو تین سال ہو چکے ہیں اس نے حق مہر میں لکھوایا ہوا ایک لاکھ ابھی تک اپنی بیوی کو نہیں دیا ۔ تو کیا اس آدمی کے لیے اپنی بیوی کے ساتھ رہنا جائز ہے ۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مہر معجل اور مہر مؤجل دونوں جائز ہیں، یعنی فوری طور پر ادا کرنا اور بعد میں ادا کرنا دونوں طرح ہی جائز ہے، یا پھر کچھ معجل ہو اور کچھ مؤجل تو بھی جائز ہے اور اگر مہر کو کسی مقرر کردہ وقت تک مؤجل کیا جائے تو یہ اس مقرر کردہ وقت پر ادا کیا جائیگا

اور اگر مہر مؤجل ہو اور اس کا وقت ذکر نہ کیا گیا ہو تو اس کے بارہ میں قاضی ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں : مہر صحیح ہے، اور اس کی جگہ تفریق ہے؛ امام احمد کہتے ہیں : جب کسی شخص نے مہر معجل اور مؤجل دونوں پر شادی کی تو اس مہر کا وقت موت یا علیحدگی کی صورت میں ہوگا" اھ

دیکھیں : مغنی ابن قدامہ (115/10).

دوم :

اگر خاوند اور بیوی میں سے کوئی ایک رخصتی اور دخول سے قبل فوت ہو جائے تو عورت پورے مہر کی مستحق ٹھرے گی

اس کے متعلق المغنی المحتاج میں صحابہ کرام کا اجماع ذکر ہوا ہے

دیکھیں : المغنی المحتاج (374/4).

اور الانصاف میں ہے کہ :

" بغیر کسی اختلاف کے " اھ

دیکھیں : الانصاف (227/21).

سوم :

اگر خاوند فوت ہو جائے اور بیوی نے مہر نہ لیا ہو تو یہ مہر خاوند کے ذمہ قرض شمار ہوگا، اس کا ترکہ ورثاء میں تقسیم ہونے سے قبل بیوی اپنا مہر لے گی

مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا :

کیا مہر مؤجل جائز نہیں یا نہیں ؟ اور اگر جائز ہو اور پھر خاوند فوت ہو جائے اور طلاق نہ دی ہو تو کیا یہ مہر خاوند کے ذمہ قرض شمار ہوگا یا نہیں ؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا :

" پورا مہر پہلے ادا کرنا یا پھر موخر کرنا، یا کچھ پہلے اور کچھ بعد میں دینا جائز ہے، اور جو مہر مؤجل ہو وقت آنے پر اس کی ادائیگی کرنا ضروری ہے، اور جس کا وقت متعین نہ کیا گیا ہو اس مہر کی ادائیگی طلاق دینے کی صورت میں ادائیگی کرنا ہوگا، اور اگر فوت ہو جائے تو مہر اس کے ترکہ سے ادا کیا جائیگا " اھ

دیکھیں : فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (54/19).

هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

محدث فتوی

فتوی کمیٹی